التحقيق العجيب
فی
مشروعیۃ التثویب

- تثویب کے معنی (دوبارہ بُلانے کے ہیں)
- نماز کیلئے تثویب کا کیا حکم ہے؟

مُفسرِ اعظمِ پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مُفتی محمد فیض احمد اُویسی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

اَلۡتَحۡقِیۡقُ الۡعَجِیۡبُ
فِیۡ
مَشۡرُوۡعِیَۃِ الۡتَثۡوِیۡبِ

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد! دورِحاضرہ میں نہ کسی بزرگ کے قول کا اعتبار رہا ہے اور نہ کسی مجتہد کے فرمان کا وقار اور قرآن وحدیث کے مطالب کو اپنی رائے پر لے جانے کی عادت ثانویہ بن گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل نئے فتنے اُبھرتے نظر آتے ہیں پھر ملک کے دشمنوں سے بے بہا دولت لے کر مذہب کی آڑ میں جس طرح جس کا جی چاہتا ہے کرتا ہے۔
اذان سے پہلے یا بعد کسی وقت بھی کوئی درود شریف پڑھے تو اس کے لئے قیامت قائم ہوگئی کہ یہ بدعتی ہے، یہ مشرک ہے، بے دین ہے۔
نامعلوم کیا کیا خطاب ملتے ہیں اور سراسر ناانصافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درود شریف کو کسی خاص پڑھنے سے روکا جائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا کا مطلق حکم فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، اٰیت ۳۳)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔
اب کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے اوقات کی پابندی لگائے پھر فقہاء کرام نے اذان کے بعد دوبارہ اطلاع کے لئے تثویب کا سلسلہ جاری فرمایا اور ہمارے بلاد (زمانے) میں صلوٰۃ وسلام پڑھ کر تثویب کا طریقہ مروج ہے۔ ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ جب سے بھی تثویب کا عمل شروع کیا ہے نمازیوں کو جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہوجاتا ہے اور وہ اس طریقے سے اپنا وقت بچالیتے ہیں۔ دوسری طرف عوام کو یقین ہوجاتا ہے کہ اہل سنت کی مساجد ہیں ورنہ عام مسجدوں میں بدمذاہب قبضہ جمائے ہوئے لوگوں کے عقائد پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔
مختصر رسالہ ہذا میں اپنی تحقیق کی تائید کے لئے صدی ہذا کے مجدد اور علمائے عرب وعجم کے مانے ہوئے مسلم امام اپنے وقت کے ابوحنیفہ، شیخ الاسلام والمسلمین، عاشق محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رب العلمین جل جلالہ سیدنا ومولانا اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ اور اوران کے شہزادے مفتی اعظم پاک وہند امام العلماء، مقدام الفضلاء، محقق علامہ فہامہ مرشدنا ومولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب مدظلہ العالی زیب مصلی آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کے فتاویٰ مبارکہ سے استفادہ کیا ہے۔ اہلِ انصاف غور سے مطالعہ کے بعد مسئلہ کی حقیقت سمجھ سکیں۔

فقط والسلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ (بہاولپور، پاکستان)

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے اسلام اس مسئلہ میں کہ اذان کے بعد لوگ دوبارہ نمازیوں کو اطلاع کرتے ہیں بعض جگہ تو خصوصی طور پر انتظام ہے کہ سوائے مغرب کے ہر نماز میں جماعت سے پہلے پانچ منٹ ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ'' تین بار پڑھا جاتا ہے کیا شرع شریف میں اس کا کوئی ثبوت ہے؟ بعض لوگ اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

الجواب: اذان کے بعد اطلاع کرنے کا نام ''تثویب'' ہے۔لُغت میں بمعنی آواز لوٹانا۔

كماقال ثوب تثويبها اى رد رصوته ۔(المصباح المنير للرافعی، جلد ۱،صفحه ۴۱)

(عمدة الرعاية حاشيه شرح وقايه لكهنوى،جلد ۱ ، صفحه ۴)

یعنی اور شریعت میں اذان دے کر نماز کے لئے دوبارہ اطلاع کرنا۔

اور عرف شرح میں دوبارہ اطلاع کرنے کا طریقہ خود حضور ﷺ نے ہی جاری فرمایا: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ إِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ أَوْ حَرَّكَهُ بِرِجْلِهِ

(سنن ابوداود، كتاب الصلوة ،الباب الاضطجاع بعدها ، الجزء ۴،الصفحة ۱۷، الحديث ۱۰۷۳)

یعنی میں حضور ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے نکلا۔آپ ﷺ جس سوتے ہوئے شخص سے گزر فرماتے تو اُسے نماز کے لئے آواز دیتے یا اپنے قدم شریف سے ہلاتے۔

فائدہ: تثویب سے بھی یہی مقصود ہے کہ غافلوں کو دوبارہ اطلاع ہو اور وہ یونہی ہے جو حضور ﷺ نے اذان کے بعد صلوٰۃ صلوٰۃ پکار کے جگانا بلکہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے۔) کا اضافہ بھی اِسی دوبارہ اطلاع پر مبنی ہے چنانچہ مروی ہے: عَنْ (بِلَالٍ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَذِّنُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَقِيلَ هُوَ نَائِمٌ ، فَقَالَ :الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ ، فَأُقِرَّتْ فِي تَأْذِينِ الْفَجْرِ

(شرح الزرقانی على موطأ الإمام مالك، كتاب الصلاة،باب ما جاء فی النداء للصلاة،الجزء۱ الصفحة۲۸۳،مكتبة الثقافة الدينية)

(فتح القدير، كتاب الصلاة،باب الأذان،الجزء۱ ،الصفحة۲۴۲،دارالفكر)

یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دے کر دوبارہ اطلاع دینے کے لئے سرکار ﷺ کے درِاقدس پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو خواب میں پایا درِاقدس پر اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے۔) دوبار عرض کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انہی الفاظ کو صبح کی اذان میں کہا کرو۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ اذان کے علاوہ دیگر کلمات کا اضافہ دوبارہ اطلاع کے لئے جائز ہے۔ورنہ حضرت بلال رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے۔) درِاقدس پر حاضر ہو کر کہنے سے روک دیا جاتا، بلکہ بجائے روکنے کے حکم فرمادیا کہ صبح کا وقت غفلت کا ہے۔ اسی لئے اُسے صبح کی نماز میں پڑھا جائے اور یہی غرض تثویب سے ہے۔

متعدد روایات میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرۂ نبویہ علی صاحبہا التحیہ پر حاضر ہو کر ''الصلوۃ الصلوۃ'' کہا کرتے۔ کما قال الکھنوی فی (حاشیہ شرح وقایہ و کذافی المشکوٰۃ عنہ، الصفحۃ ٦٤)

بلکہ عہد فاروقی میں خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نماز کے لئے دوبارہ جگانے کا طریقہ بھی یہی تھا۔

عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَوَجَدَهُ نَائِمًا فَقَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنْ النَّوْمِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ

(موطا مالك، كتاب النداء للصلاة ،الباب وسء ل مالك عن النداء يوم الجمعة هل يكون قبل ان يحل ، الجزء ١،الصفحة ٢١٠)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اُن کا مؤذن اذان دے کر صبح کی نماز کے لئے دوبارہ اطلاع دینے کے لئے اُن کے درِاقدس پر حاضر ہوئے تو آپ اُس وقت محوِ خواب تھے۔ مؤذن نے دوبار اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے۔) کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان کلمات کو فجر کی اذان میں کہا کرو۔

دوبارہ اطلاع (تثویب) کے متعلق اتنا ثابت ہو گیا کہ یہ معمول حضور ﷺ کے پاک زمانہ اور عہد خیرالقرون کا ہے۔ اصلی تثویب پر کسی کو کلام نہیں۔ طرز کی تبدیلی سے اصل مسئلہ کی حقیقت نہیں بدلتی بلکہ زمانہ کی تبدیلی سے مسئلہ کی حقیقت تو برقرار رہتی ہے البتہ ہیئت بوافقت زمانہ بدلتی رہتی ہے۔

لما هو معلوم لمعارف الفقه واصوله وانا حققة لی رسالتی تلشط النفوس انزکیه وایضه فی نشر الجوائز علی الا ذکار امام الجنائز۔

بہرحال اصل تثویب میں کسی کو انکار نہیں البتہ اُس کے اجراء میں فقہاء کے تین مذہب ہیں۔

مذاھب ثلثه: (۱) صلوٰۃ فجر کے سوا تمام نمازوں میں مکروہ ہے۔ فجر کا وقت چونکہ غفلت کا وقت ہے اسی لئے اس میں جائز ہے۔ ان کی دلیل حضرت ابی بکرہ کی حدیث ہے۔

(۲) امراء اور وہ بزرگ جو دینی مشاغل میں مصروف ہیں صرف انہی کے لئے جائز ہے۔ عوام کے لئے مکروہ۔

(ھذاما قاله ابو یوسف واختاره)

(۳)متاخرین کا مختار یہ ہے کہ ہرنماز میں ہر خاص و عام کو دوبارہ اطلاع وتثویب مستحسن ومستحب ہے۔

(عمدة الرعاية حاشيه شرح وقايه)

فائدہ: صرف مغرب کی نماز میں بلاضرورت نہ کہنا چاہیے۔

فائدہ: اسی مختارمتاخرین پرفقہاءِکرام کے مفتی بہ اقوال ملاحظہ فرمائیے۔

(۱)شرح وقایه، جلد اول، صفحه ۱۰۵٤، مطبوعه لاهور میں ہے: استحسن المتاخرون تثويب الصلوٰة كلها هو الاعلام بعد الاعلام۔

(شرح وقايه، جلد اول ،صفحه١٠٥٤،مطبوعه لاهور)

(ردالمحتار، فصل الاذان، مصطفیٰ البابی مصر،جلد١ ،صفحه٢٨٦)

یعنی متاخرین فقہاء نے ہرنماز کی تثویب مستحسن سمجھی ہے تثویب دوبارہ اطلاع کو کہتے ہیں۔

(۲)هدايه، جلد اول میں ہے: وَالْمُتَأَخِّرُونَ اسْتَحْسَنُوهُ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِظُهُورِ التَّوَانِي فِي الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ

(العناية شرح الهداية، كتاب الصلاة، باب الأذان،الجزء١ ،الصفحة٣٩٩)

یعنی اورمتاخرین فقہاء نے تثویب تمام نمازوں میں مستحسن سمجھا ہے اسی لئے کہ لوگوں میں اُمورِدینیہ کے بارے میں غفلت پیدا ہوگئی ہے۔

(۳)اسی طرح كنزالاقائق، مطبوعه لاهور میں ہے۔

(۴)دِرمختار میں ہے: (وَيُثَوِّبُ) بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي الْكُلِّ لِلْكُلِّ بِمَا تَعَارَفُوهُ (إلَّا فِي الْمَغْرِبِ)

(الدرالمختار،باب الاذان، الجزء ١،الصفحة٤٢٠)

یعنی اقامت اوراذان کے مابین سوائے مغرب کی نماز اور ہرنماز کے لئے دوبارہ اعلان کیا جائے جس طرح کہ ان کا طریقہ ان میں مشہور ہو۔

(۵)مرقاة شرح مشكوٰة میں ہے: وَاسْتَحْسَنَ الْمُتَأَخِّرُونَ التَّثْوِيبَ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة،باب الأذان،رقم الحديث٦٤٦، الجزء٢، الصفحة١٥٥، دارالفكر)

یعنی متاخرین فقہاء نے نمازوں میں دوبارہ اطلاع کو اچھا سمجھا ہے۔

(۶)کفایه شرح هداية میں ہے: ما استحسنه المتاخرون وهوالتثويب فى سائر الصلوٰت لزيادة غفلة

الناس و قل مایقومون عند سماع الاذان فیستحسن التثویب للمبالغة فی الاعلام۔

یعنی وہ عمل کہ جسے متاخرین فقہاء نے مستحسن سمجھا ہے اُس کا نام تثویب ہے۔ اسے تمام نمازوں میں عمل میں لایا جائے کیونکہ لوگ غافل ہو چکے ہیں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اذان کو سن کر اُٹھیں فلہٰذا اچھا ہے کہ دوبارہ اعلان کیا جائے۔

(۷) نورالایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے: ویثوب بعد الأذان فی الأوقات لظهور التوانی فی الأمور الدینیة فی الأصح

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلوۃ ،الباب الاذان، الجزء ١،الصفحة ٧٩)

یعنی تمام نمازوں میں اذان کے بعد دوبارہ اطلاع دی جائے کیونکہ لوگوں میں دینی اُمور کے بارے میں سستی ہوگئی ہے۔

(۸) طحطاوی میں ہے: ویثوب الخ "هو لغة مطلق العود إلى الإعلام بعد الإعلام و شرعا هو العود إلى الإعلام المخصوص قوله" :بعد الأذان "على الأصح لا بعد الإقامة كما هو اختيار علماء الكوفة قوله" :فی الأوقات "استحسنه المتأخرون۔

(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح،الجزء١ ،الصفحة ٤٧٤)

یعنی تثویب لغت میں بمعنی دوبارہ اعلان کرنا اور شرع میں ایک مخصوص اعلان کو کہتے ہیں اذان کے بعد اطلاع دینا یہی زیادہ صحیح ہے اسے متاخرین نے مستحسن سمجھا ہے۔

(۹) عنایة شرح هدایه میں ہے: وَأَحْدَثَ الْمُتَأَخِّرُونَ التَّثْوِيبَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ عَلَى حَسَبِ مَا تَعَارَفُوهُ فِي جَمِيعِ الصَّلَوَاتِ سِوَى الْمَغْرِبِ مَعَ إبْقَاءِ الْأَوَّلِ ، وَمَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ ۔ (العنایة شرح الهدایة، کتاب الصلاۃ، باب الأذان،الجزء١ ،الصفحة ٤٠١)

یعنی متاخرین نے اذان واقامت کے درمیان اپنے عرف کے مطابق تثویب کا طریقہ نکالا ہے مغرب کے سوا باقی تمام نمازوں میں تثویب کی جائے۔ لیکن پہلی تثویب یعنی ’’الصلوٰۃ خیر من النوم‘‘ کو باقی رکھا جائے۔ حدیث شریف میں ہے: جس عمل کو لوگ اچھا سمجھیں وہ عنداللہ بھی اچھا ہے۔

(۱۰) غنیة المتملی شرح مینه المصلی (۱۱) ردالمختار شرح در المختار المعروف شامی (۱۲) عالمگیری (۱۳) اشعة للمعات شرح مشکوٰة (۱۴) بحرالرائق میں اسی طرح ہے [۱]

(۱۵) بدائع میں ہے: غَيْرَ أَنَّ مَشَايِخَنَا قَالُوا : لَا بَأْسَ بِالتَّثْوِيبِ الْمُحْدَثِ فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ لِفَرْطِ غَلَبَةِ الْغَفْلَةِ عَلَى النَّاسِ فِي زَمَانِنَا ، وَشِدَّةِ رُكُونِهِمْ إلَى الدُّنْيَا ، وَتَهَاوُنِهِمْ بِأُمُورِ الدِّينِ ، فَصَارَ سَائِرُ

---

[۱] طوالت کے خوف سے ان کی عبارات نقل نہیں کی گئیں کیونکہ یہ کتابیں عام مل جاتی ہیں۔ نایاب کتب کی عبارت درج کردی گئی ہیں۔۱۲

الصَّلَوَاتِ فِی زَمَانِنَا مِثْلَ الْفَجْرِ فِی زَمَانِهِمْ ، فَکَانَ زِیَادَةُ الْإِعْلَامِ مِنْ بَابِ التَّعَاوُنِ عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوَی ، فَکَانَ مُسْتَحْسَناً

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الصلاة، فصل بیان کیفیة الأذان، جلد ۱، صفحه ۱۴۸،

دارالکتب العلمیة)

یعنی ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ تثویب جو خیرالقرون کے بعد ایجاد ہوئی ہے ہر نماز میں جائز ہے کیونکہ ہمارے زمانہ کے لوگوں پر غفلت سوار ہوگئی اور دنیا کی طرف راغب ہوگئے۔ اسی لئے ہماری ہر نماز خیرالقرون کے زمانہ کی فجر کی نماز کی طرح ہوگی اسی لئے دوبارہ اعلان تعاون علی البر والتقوی کے قبیل سے ہوگا۔ اسی بناء پر مستحسن ہے۔

(۱۶)حاشیه کنزالاقائق (۱۷)حاشیه شرح وقایه مسمی عمدة الرعایة (۱۸)حاشیه هدایه عبدالحئی لکهنوی (۱۹)ملامسکین شرح کنز (۲۰)عینی شرح کنز میں ہے۔

(۲۱)فتویٰ حرم شریف از مولانا سیدا سمعیل بن خلیل حنفی محافظ کتب حرم محترم میں ہے: المناداة فی الصلوٰة جائزه بل تیاکدفعلها فی بعض البلدان المتعارفة فیها علی حسب ماتعارفوه بل تیاکدمطلقا لدفع الفضلة عن الناس ویثاب فاعله انشاء اللّٰه تعالیٰ وعندنا بمکة نیاوی عند حینونة الوقت والجوازه والجوازه اصل ثابت فی السنة الفعلیة لا کراهة ومن یقول بها لا یعول علی قوله ولا یلتفت الیه۔

(کتبه حافظ کتب الحرام المکی اسماعیل بن خلیل ۱۸ ذی الحجه ۱۳۳۰ھ)

یعنی دوبارہ نماز کے لئے اطلاع دینا تمام نمازوں میں جائز ہے بلکہ شہروں میں تاکیداً اطلاع ہوتی ہے جیسے اُن کی عادت ہے ہاں دوبارہ اطلاع ہونی چاہیے کہ عوام کو غفلت سے جگانے کا اس کے عامل کو ثواب ملے گا۔ ہمارے ہاں مکہ میں بھی معمول بہا ہے۔ اصل اس کا تو حدیث شریف میں ہے اُس کے جواز میں کسی قسم کی کراہت نہیں جو اسے مکروہ سمجھتا ہے اُس کا قول غیر معتبر ہے۔

اس فتویٰ پر حرم شریف کے متعدد علماءِ کرام کے دستخط ثبت ہیں ان کے علاوہ تبیین الحقائق، نبایه، فتاویٰ حجة، فتح باب العنایه [1] وغیرہا متعدد کتب میں موجود ہے۔ سمجھدار کے لئے اتنے حوالہ جات کافی ہیں ضدی ہٹ دھرم کے لئے دفتر بھی بے سود۔

[1] ان کی عبارات بھی درج نہیں ہوئیں کیونکہ یہ عام کتابیں ہیں اور فقیر اُویسی کے پاس موجود ہیں۔

سوالات و جوابات: مخالفین کو بمطابق ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' اور کچھ نہ نظر آیا صرف اپنے عیوب کو چھپانے کے لئے چند اعتراضات گھڑ مارے کہ جن کا نہ کوئی سر نہ منہ۔ جو درج ذیل ہیں: (۱) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَثَوَّبَ رَجُلٌ فِي الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ قَالَ اخْرُجْ بِنَا فَإِنَّ هَذِهِ بِدْعَةٌ

(سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی التثویب، جلد ۲، صفحہ ۱۴۲، الحدیث ۴۵۳)

یعنی حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا کہ ایک شخص نے ظہر و عصر کے وقت دوبارہ نمازیوں کو نماز کی اطلاع دی تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے مرد ہم سے نکل کیونکہ کام جو تو نے کیا ہے یہ بدعت ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔ جس فعل کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدعت قرار دے رہے ہیں اس کو تم اپنانے کی کوشش کیوں کرتے ہو؟

جواب: فقہاء کرام جنہوں نے ہمارے اسلام کی لاج رکھی وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان کو ہم سے زیادہ جانتے اور اُن کے اقوال کی وقار اُن کے ہاں بہ نسبت ہمارے بہت زیادہ تھی۔ صحابہ کرام کا روکنا بھی دینی مفاد کی بناء پر تھا اور فقہاءِ عظام کی ایجاد بھی دینی خاطر ہے نہ وہ اپنے لئے روک رہے تھے اور نہ یہ اپنی خاطر ایجاد فرما رہے ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا روکنا اس لئے تھا کہ چونکہ اس وقت ضرورت نہ تھی اور لوگوں کو خواہ مخواہ اس کا عادی بنا دینا اور ایسے لوگوں کو جو غافل نہیں اذان کے بعد سے اس وقت غافل کر دینا کہیں حد تک بجائے فائدہ کے نقصان تھا مگر اب جبکہ لوگوں پر غفلت طاری ہوئی اور دوبارہ اطلاع کی ضرورت ہوئی تو ''انفرادات تبیح المحذوذات'' کی بناء پر اسے عمل میں لایا گیا جیسا فقہاءِ کرام نے اپنی اس ایجاد کی علت غائیہ تکاسل و تکاہل کو قرار۔

غَيْرَ أَنَّ مَشَايِخَنَا قَالُوا :لَا بَأْسَ بِالتَّثْوِيبِ الْمُحْدَثِ فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ لِفَرْطِ غَلَبَةِ الْغَفْلَةِ عَلَى النَّاسِ الخ

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الصلاۃ، فصل بیان کیفیة الأذان، جلد ۱، صفحہ ۱۴۸، دارالکتب العلمیة)

(بدائع و کذالك فی نورا لایضا مع مراقی الفلاح و کفایه شرح هدایه و کذالك فی الهدایه وغیره وغیره)۔

یعنی اور جب کہ لوگوں میں کسی مسئلہ میں غفلت آ جائے تو اُن کی غفلت دور کرنے کا طریقہ ایک یہ بھی ہے جو فقہاء کرام نے ایجاد کیا اور یہ طریقہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جبکہ آپ نے جمعہ کی اذان کے ساتھ دوسری اذان کا اجراء فرمایا۔ اُن کی علت فائیہ بھی یہی غفلت اور تکاہل اور تساہل ہے کماھو معلوم المعارف فن الحدیث۔

سوال: چونکہ یہ فعل خیرالقرون میں نہیں تھا آخر بدعت تو ہے ہی فلہٰذااس کا ترک ضروری ہوا۔

جواب: خیرالقرون کے بعد ہر فعل بدعت نہیں۔قرآن مجید کو تیس پاروں پر تقسیم کرنا،اعراب لگانا،اس کے رکوع وغیرہ مقرر کرنا،صرف،نحو،کلام ودیگر فنون پڑھنا پڑھانا،مدارس کا اجراء وغیرہ وغیرہ بہت سے اُمور جو فقیر نے رسالہ "البدعة" میں جمع کئے۔(انظر فیها)

اور جو فقہاءِ عظام اس کے مرتکب ہوئے وہ ہم سے بہت زیادہ عامل بالسنۃ اور بدعت سے اجتناب کرنے والے تھے اوراُمورِ شرعیہ میں اُن کو زیادہ سمجھ تھی یہ اُن کا صدقہ ہے جو ہم آج کل مسائل فقیہہ پر دسترس رکھتے ہیں بلکہ اُن کے بالمقابل آج کل بڑے بڑے محققین عُشرِ عَشیر (دسویں حصے کا دسواں حصہ) بھی نہیں۔

جواب: ہمارے مخالفین کم ازکم اُن کو مسلمان تو ضرور سمجھتے ہوں گےاوراُن جیسے مسلمان آج کل تو تلاش کرنے پر بھی نہیں ملیں گے۔اُن جیسے مسلمانوں نے یہ طریقہ ایجاد کیا اوراسے بار بار استحسان کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور فرمانِ نبوی ﷺ ہے: مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ

(المستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة رضى الله تعالى عنهم، باب أما حديث ضمرة وأبو طلحة،الجزء ١٠، الصفحة ٢٥٧)

(مسند أحمد،مسند المكثرين من الصحابة،مسند عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه، الجزء٧، الصفحة ٤٥٣،الحديث ٣٤١٨)

یعنی جس عمل کو مسلمان اچھا سمجھتے ہوں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔

اگر ہمارے خصم انہیں مسلمان مانتے ہیں اور ضرور مانتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ کے ارشادِ گرامی کی قدر کریں اور اُن بزرگوں نے جس عمل کو اِستحسان (مستحسن ہونے) کا لقب دیا ہے خواہ مخواہ اُسے بدعت جیسی قبیح صفت سے موصوف کرکے اپنا انجام برباد نہ کریں ورنہ سمجھ لیں کہ مومنوں کو بدعتی کے لفظ سے یاد کرنے سے نارِ جہنم تیار ہے۔

سوال: مان لیا کہ یہ عمل سلف صالحین کا ہے لیکن یہ کہاں لکھا ہے کہ اس کے لئے "الصلوة والسلام عليك ياسيدى يا رسول الله" الخ کہا کرو؟

جواب: پتہ تو چلا کہ اصل بات کیا ہے۔دراصل تمہیں چڑ تھی تو صرف اسی سے خواہ مخواہ ادھر اُدھر کی باتیں کرکے ہمیں بھی پریشان کیا اورخود بھی پریشان رہے۔لیجئے اس کا جواب

جب ثابت ہوگیا کہ تثویب کارِخیر ہے اور اُس کی علت غائیہ بھی سست اور غافل لوگوں کو متنبہ کرنا ہے تو پھر غفلت اور سستی جس طرح بھی دور کی جائے جائز ہے۔ اس کے لئے فقہاءِ کرام نے کسی خاص لفظ کو متعین نہیں کیا بلکہ فرمایا جس طرح جہاں کا عرف ہو وہی لفظ استعمال کیا جائے۔

(وَيُثَوِّبُ) بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي الْكُلِّ لِلْكُلِّ بِمَا تَعَارَفُوهُ (إلَّا فِي الْمَغْرِبِ)

(رد المحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة،باب الأذان،جلد ١، الصفحة ٣٨٩، دار الكتب العلمية)

یعنی اذان اور اقامت کے درمیان متعارف و مروجہ طریقہ پر تمام نمازوں میں ہر ایک کے لئے تثویب کہی جائے (سوائے مغرب کے)۔

چونکہ ہمارے اہل سنت کو اولاً تو اپنے نبی اکرم ﷺ سے بہت محبت ہے اسی لئے اُن کے ہر ذکر سے پیار خصوصاً درود شریف جو تمام اذکار کا سردار ہے۔ دوسرا یہ کہ وہابیوں، دیوبندیوں نے سنیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور حنفیت کے دامن میں چھپنا ایمان سمجھ کر سنیت و حنفیت کے خلاف نہ صرف عمل کرتے ہیں بلکہ سنیت اور حنفیت کو منع کرنا چاہتے ہیں۔ بناء بریں ایسا لفظ چنا گیا کہ جو دیوبندیت، وہابیت سوز اور سنیت کا جان و ایمان افروز کلمہ ہے تاکہ نمازی کو پتہ چلے کہ یہاں سنیت اور سچی حنفیت ہے۔

خاتمہ: (۱) تثویب مطلق یعنی نماز کے لئے دوبارہ اطلاع کرنا سنت نبویہ علی صاحبہا التحیہ ہے اور بہ ہیئت کذائیہ مستحب ہے۔

(۲) نماز کے لئے دوبارہ اطلاع کرنا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ہے۔

فَكَانَ زِيَادَةُ الْإِعْلَامِ مِنْ بَابِ التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى الخ

(بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، كتاب الصلاة،فصل بيان كيفية الأذان،جلد ١،صفحه ١٤٨، دارالكتب العلمية)

اور بحکم باری تعالیٰ: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (پارہ ٦،سورۃ المائدۃ، آیت ٢)

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

ایک علیحدہ ثواب ہے اور حدیث شریف میں ہے: ''جب تک بندہ اپنے بھائی کی امداد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی امداد کرتا ہے''۔

اس ارشاد کے مطابق تثویب کرنے والا ایزد متعال (بزرگی والے رب) کی خصوصی نگاہوں کا مستحق ہے۔

(۳) تثویب میں ''صلوٰۃ وسلام'' عرض کرنا ''صـلـوا وسـلـموا'' مطلق امر پر عمل کر کے ثبوت دینا ہے کہ چودہ سو سال طویل مدت گزر جانے کے باوجود پھر بھی ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہیں تا کہ غیر مذاہب خصوصاً اعدائے اسلام کو معلوم ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی شان ہے کہ اگر چہ وہ اس وقت پردہ پوش ہیں لیکن اُن کے غلام اُن کی غلامی میں تاہنوز سرگرم ہیں۔ان وجوہ کے باوجود دیوبندی ایسے عمل سے روک کر وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (پارہ ا،سورۃ البقرۃ،ایت ۱۱۴) ﴿ترجمہ: اوراس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے۔﴾ اور اَرَءَيْتَ الَّذِیْ يَنْهٰى o عَبْدًا اِذَا صَلّٰى o (پارہ ۳۰،سورۃ العلق،ایت ۹،۱۰) ﴿ترجمہ: بھلا دیکھوتو جو منع کرتا ہے۔بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔﴾ کا مصداق بن رہے ہیں جبکہ صلوٰۃ وسلام نیکی ہے۔اس سے روکنا شیطان کا کام ہے۔ تفصیل نشر الجوائز میں ہے۔

فصلی اللہ علی حبیبہ کریم الخلق وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین

ھذا آخر مارقمہ قلم

العبد الفقیرابی الصالح **محمد فیض احمد الاویسی الرضوی** غفرلہٗ

☆......☆......☆